صبحِ وصال (۱۹۷۷ء) تا شبِ ہجر (۲۰۱۲ء)

شیخ عطاءؒ سے رفاقت کی چند جھلکیاں

حضرت مولانا امداد اللہ مدظلہ
ناظم تعلیمات جامعہ بنوری ٹاؤن

حضرت مولانا عطاء الرحمٰن صاحب شہید رحمہ اللہ جو مجھ سے ایک چیز میں چھوٹے اور اس کے علاوہ ہر چیز میں مجھ سے بڑے تھے۔ میں خاندانی رشتہ میں ان کے والد گرامی کے چھوٹے بھائیوں میں شمار ہوتا ہوں، اس کے علاوہ شیخ عطاءؒ علم و عمل اور عمر و تجربہ میں مجھ سے بڑے تھے، مگر ان کا میرے ساتھ برتاؤ، گہری اخوت، مکمل اعتماد اور بے پناہ محبت و احترام کا برتاؤ تھا۔ اخوت و اعتماد اور محبت کا یہ رشتہ یوں تو بچپن کے گھریلو ماحول سے قائم تھا، مگر اس کا حقیقی معنوں میں احساس اور ظہور ۱۹۷۷ء سے شروع ہو کر ۲۰ اپریل ۲۰۱۲ء تک رہا۔ یہ طویل دورانیہ جامعہ میں ہماری تعلیمی زندگی، پھر عملی وابستگی کی حسین یادوں پر مشتمل ہے، جس کا ایک ایک لمحہ یادگار، اس کا ہر ہر دن ایک تاریخ اور اس کی ایک ایک رات داستانِ دراز ہے، ایسے تعلق اور اس تعلق کی یادوں کو مختصر وقت اور محدود صفحات میں سمیٹنا کتنا دشوار ہے، اس کا اندازہ وہی انسان لگا سکتا ہے جو ان مراحل سے گزرا ہو اور گزر رہا ہو، اسی طویل اور گہرے تعلق کی وجہ سے ساتھی بار بار اصرار بھی کر رہے ہیں اور کچھ باتیں عرض کرنے پر مجبور کر رہے ہیں، اس لئے محض ان کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی، بلکہ اظہارِ تعزیت و تشکر کے لئے اختصار کے ساتھ چند باتیں ''مشتے نمونہ از خروارے'' کے طور پر ذکر کرنے پر اکتفاء کروں گا۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا کہ شیخ عطاءؒ سے میری جامعہ کی تعلیمی پھر عملی زندگی کا تعلق ۱۹۷۷ء سے شروع ہوتا ہے جو تا شبِ فرقت و ہجر بے مثال تسلسل اور توازن کے ساتھ قائم رہا، کسی بھی تعلق کے اس قدر طویل دورانیہ میں فطری طور پر بے شمار نشیب و فراز آتے رہتے ہیں، سخت سے سخت حالات آتے جاتے رہتے ہیں، مگر مجھے یاد نہیں ہے کہ اس طویل عرصہ میں ہم دونوں کے درمیان کبھی کوئی خلش یا رنجش پیدا ہوئی ہو یا ہمیں ایک دوسرے سے اعراض اور ناراضگی کی نوبت آئی ہو، اس کا بنیادی وسیلہ شیخ عطاء مرحوم و مغفور کے اعلیٰ اخلاق اور حسن خلق تھا، جس نے ہمیشہ مجھے متأثر ہی

نہیں بلکہ آپ کے ادب واحترام کے لئے دل وجان سے مجبور بھی کیا۔

اخوت ومحبت کی اس طویل رفاقت میں اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک ہمارے طویل طویل اسفار بھی ہوئے، ان اسفار میں معاملات کی صفائی اور شفافیت کے لئے آپ کا جو حکیمانہ طریقہ تھا وہ میرے لئے بڑا متأثر کن اور قابل تقلید رہا، سفر شروع ہونے پر فرماتے کہ: امداد اللہ صاحب! سفری اخراجات کے لئے آپ امیر اور مختار ہیں، خرچ کرتے رہیں، آخر میں سارا خرچہ برابر تقسیم کرلیا جائے گا، چنانچہ زندگی بھر یہی معمول رہا اور کبھی ایک دوسرے کی طرف کسی قسم کا حساب کتاب نہیں رہنے دیا، معاملات کے اسی شفاف اصول کا نتیجہ ہے یا شاید بعض لوگ حیران بھی ہوں کہ ہم دونوں تعلیمی زندگی کے آغاز سے لے کر عملی زندگی کی شام تک کبھی ایک دوسرے کے مقروض نہیں رہے۔

شیخ عطاءؒ کے معاملات کی شفافیت کا پہلو بڑا منفرد قسم کا رہا، ملک میں مختلف مواقع پر قدرتی آفات سے متأثرین کے لئے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کی طرف سے ہنگامی امداد اور تعاون کی اپیل ہوتی رہی، جس میں ۲۰۰۵ء کا زلزلہ، سیلاب متأثرین اور متأثرینِ سوات و مالاکنڈ وغیرہ شامل ہیں، ان تمام مواقع پر شہر بھر کے علاوہ صدر کراچی کے تاجر حضرات نے بھی دل کھول کر حصہ لیا، ان کا تعاون جامع مسجد صالح صدر کے امام وخطیب ہونے کے ناطے حضرت شیخ عطاءؒ کے توسط سے جامعہ پہنچتا رہا، مگر کبھی آپ نے ان پیسوں کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیا، بلکہ اپنے پاس موجود ساتھیوں کے حوالہ کرواکر سیدھا محاسبِ جامعہ پہنچوادیتے اور وصولی کی رسید ان معاونین تک پہنچوادیتے۔

باہمی اعتماد کا یہ عالم تھا کہ کبھی بھی کوئی قدم ایک دوسرے کے علم میں لائے یا مشاورت کے بغیر نہیں اُٹھاتے تھے، یہ معاملہ گھریلو معمولی مسائل سے لے کر جامعہ کی عملی زندگی کے بڑے بڑے معاملات تک رہتا تھا۔ الحمدللہ! اس مشاورت کی خیر و برکتؑ ہمیں ہر معاملے میں محسوس ہوئی اور کوئی ایسا معاملہ مجھے یاد نہیں ہے کہ جس میں مشاورت ہوئی ہو اور بعد میں پشیمانی کا سامنا ہوا ہو۔

جامعہ کی طرف سے جب ہمیں گھر ملے اور اہل خانہ کو جامعہ کی رہائش گاہوں میں لانے لگے تو اس سلسلے میں مشاورت کے علاوہ بعض دور اندیشانہ نصائح بھی فرمائے، مجھ سے فرمانے لگے کہ: ''ہم نے بڑی اخوت، محبت، اعتماد اور حسن ظن والی زندگی گزاری ہے، گھروں میں خواتین کے مسائل الجھتے رہتے ہیں، ہمارا پڑوس بھی ہوگا (دونوں گھر آمنے سامنے ہیں) اور خواتین کا باہمی میل جول بھی رہے گا، ہمیں یہ خیال رکھنا پڑے گا کہ خدانخواستہ عورتوں کے معاملات کی وجہ سے ہماری شیریں رفاقت میں کہیں تلخی نہ آنے پائے''۔ الحمدللہ! گھریلو زندگی میں اس فکر کو ہم دونوں نے ہمیشہ ملحوظ رکھا اور اسی فکر کے مطابق اپنے بیوی بچوں کی تربیت کی، جس کی بدولت الحمدللہ! ہم اس طویل عرصہ میں سرخرو رہے، ہماری طرح ہمارے بیوی بچوں کے درمیان بھی کبھی کسی قسم کی رنجش یا بدمزگی

محسوس نہیں ہوئی، **فالحمدللّٰہ علی ذلک۔**

شیخ عطاء الرحمٰن شہیدؒ کا مزاج ایک طرف انتہائی نازک اور حساس تھا، مگر دوسری طرف اس سے کہیں زیادہ ہر معاملے میں جوڑ اور ربط پر زور دیتے تھے، بالخصوص جامعہ اور وفاق المدارس کے قابلِ مشورہ مسائل میں ہمیشہ اپنا وزن اس پلڑے میں ڈالتے تھے جس میں جوڑ اور اجتماعیت کی شکل نکلتی ہو، وفاق کے معاملات میں اگر کوئی معترض بن کر آتا تو اُسے یہی جواب دیتے کہ: ''وفاق'' کیا ہے؟ وفاق ہمارے اور آپ کے مدرسہ کا نام ہے، اس پر اعتراض کی بجائے اپنا مدرسہ سمجھ کر اس کی بہتری اور ترقی کے لئے مفید مشورے اور تجویز دیں، اپنے آپ کو وفاق کا فریق ثابت نہ کریں، بلکہ رفیق ثابت کریں''۔

شیخ عطاءؒ کی یہ گفتگو شہادت والے جمعہ سے پہلے جمعرات کے دن مختلف مواقع پر ہوتی رہی، پھر اسی رات کو تقریباً گیارہ بجے تک جاری، یہ ہماری طویل نشستوں میں آخری نشست تھی، جس میں اتفاق سے وفاق المدارس ہی کے بعض موضوعات زیرِ مشورہ تھے، کیونکہ آپ کے سفری پروگرام میں وفاق کی امتحانی ونصابی کمیٹی میں شرکت بھی شامل تھی۔ اتفاق سے ایک مرتبہ وفاق المدارس کے حوالہ سے اپنے اس مزاج کے برعکس اعتراضات پر اعتراضات کرنے لگے اور میں وفاق کے دفاع میں دلائل دیتا رہا، گفتگو کے آخر میں فرمانے لگے کہ: میں وفاق پر اعتراض نہیں کر رہا تھا، بلکہ آپ سے ان اعتراضات کے جوابات نکلوانا چاہتا تھا اور میرا مقصد پورا ہوگیا، الحمد للہ! مجھے ''وفاق'' کے حق میں مناسب مواد مل گیا جو برموقع استعمال کرسکوں گا، ان شاء اللہ!۔

بہرحال یہ ان کا بڑا پن اور اجتماعیت آمیز فکر کا مظہر تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ شرفِ اجتماعیت سے نوازے رکھے، آپس میں جوڑ کا ذریعہ بنائے، توڑ کا باعث نہ بنائے۔ آمین

۱۹ اپریل ۲۰۱۲ء کی شب جمعرات کو اسی مجلس کے اختتام پر فرمانے لگے کہ: ''کل میرا چونکہ سفر ہے اور میرے پاس کچھ امانتیں ہیں، مجھ پر ان امانتوں کا سخت بوجھ ہے، آپ وہ وصول کر کے متعلقہ حضرات تک پہنچانے کا انتظام کردینا''۔ چنانچہ ایسا ہی کیا، وہ امانتیں اور ان کی تفصیلات میرے حوالے کرتے ہوئے یہ نشست اختتام پذیر ہوئی، اب میں سوچتا ہوں کہ یہ تکوین کا معاملہ تھا یا کشف کا نتیجہ کہ شیخ عطاءؒ اس آخری ملاقات میں میری کئی باتوں کا بوجھ اپنے ساتھ لے گئے اور اپنی کئی امانتوں کا بارِگراں میرے ناتواں کندھوں کے لئے چھوڑ کر مکینِ خُلدِ بریں جا ٹھہرے، **فیغفرہ اللّٰہ ولنا مغفرۃ ظاھرۃ وباطنۃ۔**

شیخ عطاءؒ کی زندگی جس طرح اخوت، محبت اور اعتماد کا مرقع تھی، اسی طرح آپ کی رحلت وشہادت کا تذکرہ بھی آپ کی اخوت ومحبت کے دو ہم سفروں کے بغیر پورا نہیں ہوتا، جب بھی آپ کی شہادت

کی داستان چھڑتی ہے، آپ کے ساتھ آپ کے دنیا وآخرت کے ہم سفر عزیز القدر مولانا مفتی محمد عرفان شہیدؒ اور آپ کی ہمشیرہ محترمہ شہیدہؒ کا تذکرہ بھی ضرور کیا جاتا ہے، یہ تذکرہ صرف تذکرہ کی حد تک نہیں، بلکہ دعاء اور ایصالِ ثواب میں شرکت کے لئے بھی ہے، یہ ان دونوں ہم سفر مرحومین کے شیخ عطاءؒ کے ساتھ تعلق کا اولین ظاہری فائدہ ہے کہ آپ کے سینکڑوں رفقاء ہزاروں شاگرد جب بھی شیخ عطاءؒ کے لئے دعاء وایصال ثواب کریں گے، وہ لازماً آپ کی ہمشیرہ مرحومہ کے بچوں، ساس، سسر، شوہر، بلکہ جملہ خاندان کے لئے اور برادرم عرفان شہیدؒ کے خاندان کے لئے تسلی کا ذریعہ بھی ہونا چاہئے، اس لئے کہ اگر ان دونوں مرحومین کا وقت مقررہ کسی اور بہانے سے شیخ عطاءؒ کے علاوہ پورا ہوجاتا تو شاید اس قدر دعا اور ایصالِ ثواب کا سلسلہ جاری نہ ہوتا، ان دونوں مرحومین کی خوش قسمتی یہ بھی ہے کہ جو بھی عالم یا طالب علم شیخ عطاءؒ کی قبر پر دعاء اور ایصال کے لئے حاضری دے گا، وہ ان دونوں مرحومین کی قبروں پر بھی ضرور حاضر ہوگا اور ان کی مغفرت اور رفع درجات کی دعاء ضرور کرے گا اور یہ بھی نا قابلِ انکار حقیقت ہے کہ ہر ذی روح نے مرنا ہے اور مسلمان کو مرنے کے بعد نفع پہنچانے والی چیز یہی دعاء وایصال ثواب ہے، اس لئے ان دونوں مرحومین کے خاندان والوں کو اس جدائی کے فطری رنج والم کے ساتھ اس قابل رشک موت پر اطمینان اور تسلی بھی رکھنی چاہئے، اللہ تعالیٰ ان سب کو صبرِ جمیل اور اجرِ جزیل عطا فرمائے، آمین۔

تشکر و امتنان

شیخ عطاء الرحمٰن شہیدؒ کی شہادت کا حادثۂ فاجعہ جس طرح جامعہ کے لئے عظیم سانحہ ہے، اسی طرح طبعی طور پر خاندان کے لئے بھی بہت بڑا صدمہ ہے، اس صدمہ میں دنیا بھر سے مختلف حضرات نے خط وکتابت، فون یا تشریف آوری کے ذریعہ جامعہ کے ساتھ اور خاندان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار فرمایا، اسی طرح کراچی سے کثیر تعداد میں احباب جنازے میں شرکت کے لئے گئے اور پھر تسلسل کے ساتھ تعزیت کا اظہار کرتے رہے، اسی طرح راولپنڈی، اسلام آباد کے مختلف حضرات جنہوں نے مختلف طریقوں سے ہمدردی کا اظہار فرمایا، اس کے علاوہ ملک کے کونے کونے سے علماء اور احباب نے جامعہ آکر یا ہمارے دور افتادگاؤں آکر اظہارِ تعزیت کیا، میں ان سب کا جامعہ کی طرف سے، اپنی طرف سے اور مولانا مرحوم کے والد بزرگوار کی طرف سے اور پورے خاندان کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو دونوں جہانوں میں اس حُسنِ اخلاق اور اظہارِ ہمدردی کا اعلیٰ سے اعلیٰ صلہ عنایت فرمائے، آمین، إنَّ اللّٰه لايضيع أجر المحسنين۔